67578 ـ زكاۃ ميں تاخير اور زكاۃ كى رقم سے سرمايہ كارى كرنے كا حكم

سوال

ميرے مال كى سالانہ زكاۃ معقول رقم بنتى ہے (مثلا دس ہزار مصرى پاؤنڈ بنتا ہے) پہلے يہ كرتا تھا كہ زكاۃ فقراء يا فقراء كے ليے ہسپتال كى تعمير ...الخ ميں صرف كرتا تھا، ليكن اس وقت ميرى سوچ ہے كہ ميں زكاۃ كا يہ مال تين يا چار برس كے ليے كسى عليحدہ اسلامى بينك اكاؤنٹ ميں ركھوں جس پر سالانہ آمدن ہو، ايسا كرنے كا مقصد يہ ہے كہ ايك مناسب رقم جمع ہو جائے جس سے ايك وقت حاضر سے ہم آہنگ جديد مركز قائم كيا جائے جس كا ہدف منافع نہيں بلكہ دعوت و تبليغ ہو اور اس ميں تحقيق كے ليے جديد ترين وسائل استعمال كيے جائيں اور يہ مركز مسلمانوں اور ايسے افراد كے ليے خاص ہو جو دوسرے اديان كے ساتھ مقارنہ كے وقت اپنےدين ميں شكوك شبہات كا شكار ہو جاتے ہيں۔
اور ميرى سالانہ زكاۃ بھى آئندہ اسى مركز كى سرگرميوں ميں صرف ہو، اس كے ساتھ ساتھ ديگر مسلمانوں سے بھى تعاون ملتا رہے، تو كيا شرعى طور پر ايسا كرنا جائز ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

ہم آپ كى دينى غيرت اور مسلمانوں كى حالت زار كا خيال ركھنے پر آپ كے ممنون ہيں، ليكن آپ جو كچھ كرنا چاہتے ہيں وہ شريعت مطہرہ كے موافق نہيں، كيونكہ جب سال مكمل ہونے پر زكاۃ واجب ہو چكى ہو تو اسے فورى نكالنا واجب ہو جاتا ہے، اور اسے ادائيگى كا امكان ہوتے ہوئے اس ميں تاخير كرنى جائز نہيں ہے۔

چانچہ زكاۃ ايك عبادت ہے جسے ادا كرنے كے ليے مسلمان شخص كو اس كى مقدار، وقت، اور جنس ميں زكاۃ كے احكام كى پابندى كرنا لازم ہے، اور جب زكاۃ كى ادائيگى كا وقت آ چكا ہو تو اس ميں تاخير جائز نہيں، ليكن اگر اس كى تاخير كا كوئى قابلِ قبول شرعى عذر ہو تو پھر تاخير جائز ہے۔

دائمى فتوى كميٹى كے علمائے كرام سے مندرجہ ذيل سوال دريافت كيا گيا:

جب زكاۃ كى ادائيگى كا وقت جمادى الاول ہو تو كيا ہم اسے بغير كسى عذر كے رمضان المبارك تك مؤخر كر سكتے ہيں ؟

كميٹى كے علمائےكرام كا جواب تھا:

سال پورا ہو جانے کے بعد بغیر کسی شرعی عذر کے زکاۃ نکالنے میں تاخیر کرنی جائز نہیں، مثلا: اگر سال پوار ہونے کے وقت فقراء نہ ہوں، یا ان تك پہنچانے کی طاقت و استطاعت نہ ہو، اور یا پھر مال موجود نہ ہو، وغیرہ اسباب [تو ان اسباب کی بنا پر زکاۃ میں تاخیر کرنی جائز ہے]

لیکن رمضان المبارك کی بنا پر زکاۃ میں تاخیر کرنی جائز نہیں، لیکن اگر قلیل سی مدت ہو تو پھر جائز ہے، مثلا نصف شعبان گزر جانے کے بعد سال پورا ہو رہا ہے تو پھر اس میں رمضان المبارك تك تاخیر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (9 / 398)

جس شخص پر زکاۃ واجب ہو چکی ہے، یا وہ ادارے اور تنظیمیں جو زکاۃ فقراء و مساکین تك پہنچانے کی ذمہ دار ہیں ان کے لیے زکاۃ کے اموال میں تجارت جائز نہیں، ان پر مستحق افراد تک اس کی ادائیگی واجب ہے، اور اگر سرمایہ کاری کرنی ہے تو زکاۃ کے علاوہ کسی دوسرے مال سےکریں۔

دائمی فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے ایسی رفاہی تنظیم کے متعلق دریافت کیا گیا جو اپنے اموال سے سرمایہ کاری کرنا چاہتی ہے۔

تو کمیٹی کے علماء نے جواب دیا:

اگر سوال میں مذکورمال زکاۃ کا ہو تو جیسے ہی تنظیم کے پاس مال آئے اُسے فورا زکاۃ کے شرعی مصارف میں خرچ کرنا واجب ہے، لیکن اگر وہ مال زکاۃ کا نہیں تو پھر تنظیم کی مصلحت کی خاطر اس سےسرمایہ کاری کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ ایسا کرنے سے تنظیم اور اس کے معاونین کو اپنے اہداف پورے کرنے کے لیے زیادہ نفع حاصل ہو گا۔انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (9 / 403 ـ 404)

اور کمیٹی کے علماء سے یہ بھی دریافت کیا گیا:

کیا عالمی رفاہی ادارے کے لیے زکاۃ کے ان اموال میں سرمایہ کاری کرنا ممکن ہے جو بعض اوقات بینکوں میں اسوقت تک رکھے جاتے ہیں جب تک انکی ضرورت نہیں ہوتی پھر انہیں نکلوا کر خرچ کیا جاتا ہے، اور سرمایہ کاری کی وجہ سے مصارف زکاۃ پر خرچ کرنے میں کسی قسم کی رکاوٹ بھی نہیں ہوگی،کیونکہ یہ سرمایہ کاری ایسی جگہوں پر ہوگی جہاں سے ضرورت کے وقت حاصل کرنا ممکن ہو، اور یہ جگہیں مکمل طور پر قابلِ اعتماد اور تحقیق شدہ ہیں، ہم یقینی طور پر اس کی ضمانت نہیں دے سکتے کہ کہیں اس میں حرمت یا [سودکا]شبہ نہ آجائے،

اس بنیاد پر کہ یہ رفاہی ادارہ بذاتہ کوئی ایک یا کئی ایک اشخاص پر مشتمل نہیں، بلکہ یہ ادارہ ایک فرضی شخصیت ہے جو کہ مستقل طور پر قائم ہے، چنانچہ اسکے ملازمین اسلام اور مسلمانوں کی خیر و بھلائی کے لیے اپنی رائے اور خیالات کے مطابق کوشش اور جد و جہد کرتے ہیں ؟

تو کمیٹی کے علمائے کرام کا جواب تھا:

" تنظیم کا نمائندہ زکاۃ کے مال کو سرمایہ کاری میں استعمال نہیں کرسکتا، کیونکہ زکاۃ کی رقم کو شرعی نصوص کے مطابق مستحقین پر تقسیم کرنا واجب ہے؛ کیونکہ زکاۃ کا مقصد فقراء اور ضرورتمند افراد کی حاجت اور مقروض افراد کے قرض کی ادائیگی ہے؛ اور اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ زکاۃ کے مال کی سرمایہ کاری کرنے سے ہو سکتا ہے مذکورہ مصلحتیں پوری نہ ہوں، یا پھر مستحق افراد کی ضروریات پوری کرنے میں تاخیر ہوجائے" انتہی

دیکھیں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (9 / 454 ـ 455).

دوم:

اور فقراء کے لیے ہسپتال تعمیر کرنے یا بعض رفاہی منصوبوں کے لیے زکاۃ کا مال دینے کے متعلق سوال نمبر (39211) کے جواب میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ:

زکاۃ کے کچھ شرعی مصارف ہیں جنہیں اللہ سبحانہ و وتعالی نے اپنے اس فرمان میں بیان کیا ہے:

(إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاء وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللّهِ وَاللّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ)

ترجمہ: زکاۃ تو صرف فقراء، مساکین، اور اس پر کام کرنے والے، اور تالیف قلب میں، اور غلام آزاد کرانے میں، اور قرض داروں کے لیے، اور اللہ کے راستے میں، اور مسافروں کے لیے ہے، یہ اللہ تعالی کی طرف سے فرض کردہ ہے، اور اللہ تعالی علم والا اور حکمت والا ہے ۔ التوبۃ / 60

لہذا ان مصارف کے علاوہ کہیں اور زکاۃ صرف کرنا جائز نہیں ، اس لیے آپ کو زکاۃ وقت پر ادا کرنی چاہیے لہذا جب زکاۃ کی ادائیگی کرنا ممکن ہو تو اس میں آپ کے لیے تاخیر کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح زکاۃ کے مال سے سرمایہ کاری نہیں کی جاسکتی، نہ تو تجارتی اور منافع بخش منصوبوں میں، اور نہ ہی دعوتی منصوبوں میں۔

اور جس دعوتی منصوبے کی سوچ آپ رکھتے ہیں اس میں آپ مسلمانوں کو قائل کریں اور زکاۃ کے علاوہ کسی اور مد سے رقم حاصل کر کے اس منصوبہ کی تکمیل کریں۔

اللہ تعالی ہمیں اپنے محبوب اور پسندیدہ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

واللہ اعلم .